125781 ـ طلاق دینے والے خاوند سے اتفاق کیا کہ وہ اپنے خاوند سے طلاق لینے کے بعد اس کے پاس واپس آ جائیگی

سوال

ایسی بیوی کے حقوق کیا ہیں جس کے اپنے پہلے خاوند سے تعلقات ثابت ہو جائیں جس نے اسے طلاق دے دی تھی اور اس نے نئے خاوند سے طلاق لے کر پہلے خاوند کے پاس جانے کا اتفاق بھی کر لیا ہو ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

یہ صرف گمان اور خیال نہ ہو بلکہ ایسا ثابت ہو جائے تو اس کے خاوند کے لیے اپنی بیوی پر سختی کرنے میں کوئی حرج نہیں تا کہ وہ اس سے خلع لینے کے لیے فدیہ دینے پر آمادہ ہو جائے اور اس کا ادا کردہ مہر اور شادی کے اخراجات واپس کرے اور اسی طرح باقی حقوق یعنی باقی ماندہ مہر بھی چھوڑے اور پھر خاوند اسے طلاق دے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور انہیں اس لیے روک کر نہ رکھو کہ جو تم نے دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں النساء (19).

سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور جب وہ واضح بےحیائی کا کام کریں مثلا زنا اور فحش کلام، اور اپنے خاوند کو اذیت دینا، کیونکہ اس حالت میں خاوند کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے اس عمل کی پاداش میں بطور سزا اسے روک کر رکھے تا کہ وہ عورت اسے فدیہ دے کر چھٹکارا حاصل کرے، لیکن یہ روکنا عدل کے ساتھ ہو " انتہی

دیکھیں: تفسیر السعدی (72).

اور ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اور انہیں اس لیے روک کر نہ رکھو کہ جو تم نے دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو

یعنی: تم ان پر معاشرت میں تنگی مت کرو تا کہ وہ آپ کو سارا یا کچھ مہر واپس کر دے، یا آپ پر جو اس کے حقوق

ہیں ان میں سے کچھ چھوڑ دے، یا ناراض ہو کر کچھ چھوڑ دے.

اور فرمان باری تعالی:

ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں

ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ کہتے ہیں: اس سے مراد زنا ہے، یعنی اگر وہ زنا کرے تو آپ کے لیے اس سے مہر واپس لینا جائز ہے، اور اس کو تنگ کرنا حتی کہ وہ تم سے خلع لے لے.

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ بھی کہنا ہے:

" واضح بےحیائی سے مراد نافرمانی اور بات نہ ماننا ہے "

اور ابن جریر رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے کہ یہ اس سے بھی عام ہے جس میں زنا اور نافرمانی، اور بات نہ ماننا اور زبان درازی کرنا وغیرہ سب شامل ہیں.

یعنی ان سب اسباب کی بنا پر اس کو تنگ کرنا جائز ہے حتی کہ وہ اپنے سارے حقوق یا کچھ حقوق چھوڑ دے، اور خاوند اسے چھوڑ دے، اور یہ قول اچھا ہے, اللہ اعلم" انتہی مختصرا.

دیکھیں: تفسیر القرآن العظیم ابن کثیر (1 / 608).

آپ کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس سے سارا مہر واپس لیں یا اس سے زیادہ یا کم؛ کیونك اللہ سبحانہ و تعالی کا عمومی فرمان ہے:

اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لیے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے البقرۃ (229).

تو یہاں فرمان باری تعالی:

"چنانچہ عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے "

یہ خلع پر دلالت کرتا ہے چاہے وہ قلیل یا کثیر چیز پر ہو.

فقہ اربعہ کے آئمہ کرام ابو حنیفہ مالك شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا یہی کہنا ہے.

ديكهين: المغنى ابن قدامة (10 / 269).

والله اعلم .